آیاتہا ۵۴ | سورۃ حم السجدۃ مکیۃ ۴۱ | رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۳ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۴

"حا۔میم۔اتارا گیا ہے(یہ قرآن) رحمٰن ورحیم (خدا) کی طرف سے۔یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں تفصیل سے بیان کردی گئی ہیں۔یہ قرآن عربی (زبان) میں ہے۔یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو علم (وفہم) رکھتے ہیں۔یہ مژدہ سنانے والا اور (بروقت) خبردار کرنے والا ہے۔بایں ہمہ منہ پھر لیا ان میں سے اکثر نے۔پس وہ اسے قبول نہیں کرتے۔"

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ حم سجدہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابو یعلی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز قریش جمع ہوئے اور کہا دیکھو تم میں کون جادو، کہانت اور شعر کا عالم ہے؟ وہ اس آدمی کے پاس جائے جس نے ہماری جمعیت کو پارہ پارہ کر دیا ہے، ہماری قوت کو کمزور کر دیا اور ہمارے دین میں عیب لگایا ہے۔وہ جا کر اس سے گفتگو کرے اور دیکھے کہ وہ اسے کیا جواب دیتا ہے؟ انہوں نے کہا ہم عتبہ بن ربیعہ سے بڑھ کر کسی کو ایسا نہیں دیکھتے۔انہوں نے کہا اے ابوالولید! تو اس کے پاس جا۔وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد! کیا تو بہتر ہے یا عبد اللہ، تو بہتر ہے یا عبد المطلب۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر اس نے کہا اگر تو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ تجھ سے بہتر ہیں تو جن معبودوں کے تم عیب نکالتے ہو ان کی انہوں نے عبادت کی ہے(1) اگر تو یہ خیال کرتا ہے کہ تو ان سے بہتر ہے تو گفتگو کرو یہاں تک کہ ہم آپ کی باتیں سنیں۔خبردار! اللہ کی قسم! ہم نے کبھی چکور بچہ نہیں دیکھا جو تجھ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے منحوس ہو۔تو نے ہماری جمعیت کو بکھیر دیا ہماری قوت کو منتشر کر دیا، ہمارے دین میں عیب لگایا اور عربوں میں ہمیں ذلیل ورسوا کر دیا یہاں تک کہ ان میں یہ بات پھیل گئی ہے کہ قریشیوں

1۔حضرت مفسر نے اس قسم کی جو روایات تفسیر میں نقل کی ہیں ان پر انتہائی تعجب ہوتا ہے کیونکہ علامہ عبد العزیز اپنی تصنیف لطیف نبراس شرح شرح عقائد نسفی میں رقم طراز ہیں کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے چھ رسائل لکھے جن پر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء یعنی حضرت آدم علیہ السلام تک کے ایمان کو ثابت کیا اور متاخرین محققین نے آپ کی اتباع کی۔(مترجم)

marfat.com

Marfat.com

میں ایک جادوگر ہے اور قریش میں ایک کاہن ہے۔ اللہ کی قسم! ہم حاملہ کی چیخ جیسی چیخ کا انتظار کر رہے ہیں کہ ہم سے بعض بعض کے لیے تلوار لے کر کھڑے ہو جائیں۔

اے انسان! اگر تجھے کوئی حاجت ہے تو ہم آپ کے لیے مال جمع کرتے ہیں یہاں تک کہ تو تنہا قریش کا سب سے غنی آدمی بن جائے گا۔ اگر تیری عورتوں کے لیے خواہش بڑھ گئی ہے تو قریش کی جو عورت کو چاہتا ہے اسے پسند کر لے۔ ہم تیری اس سے شادی کردیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو گفتگو سے فارغ ہو گیا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ..... مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ تو عتبہ نے کہا بس کافی ہے۔ تیرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں؟ فرمایا نہیں۔ عتبہ قریش کی طرف واپس لوٹا۔ انہوں نے پوچھا کیا چھوڑ آئے ہو؟ اس نے کہا میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑ آیا۔ میرا خیال ہے جس کے بارے میں تم باتیں کرتے ہو مگر ایک ہی بات۔ قریش نے پوچھا کیا اس نے تیری بات مان لی۔ اس نے کہا قسم ہے اس کی جس نے فطرت بنائی! اس نے جو کچھ کہا ہے میں اس کے سوا کچھ بھی نہیں سمجھ سکا۔ اس نے کہا اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ انہوں نے کہا تجھ پر وہ تجھ سے عربی میں گفتگو کر رہا تھا اور تو یہ بھی نہ سمجھ سکا کہ اس نے کیا کہا؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں۔ اللہ کی قسم! جو کچھ اس نے ذکر کیا میں صاعقہ کے ذکر کے سوا کچھ بھی نہ سمجھ سکا۔ (1)

امام ابن اسحاق، ابن منذر، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ بات بتائی گئی جبکہ وہ قریش میں سے حلم کے اعتبار سے سب سے قوی تھے۔ ایک دن اس نے کہا جبکہ وہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تنہا بیٹھے ہوئے تھے۔ اے قریش! کیا میں اس کے پاس نہ جاؤں اس سے بات کروں۔ میں اس پر چند امور پیش کروں۔ ممکن ہے وہ ان میں سے بعض کو قبول کر لے اور ہم سے رک جائے؟ انہوں نے کہا اے ابوالولید! ٹھیک ہے عتبہ اٹھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا پھر اس حدیث کو ذکر کیا جس میں ان ان باتوں کا ذکر کیا ہے جو عتبہ نے کیں اور جو آپ کو مال، بادشاہت اور دوسری چیزوں کی پیش کش کی یہاں تک کہ جب عتبہ فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوالولید! کیا تو فارغ ہو گیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ فرمایا میری بات سنو۔ اس نے کہا میں سنتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ جب عتبہ نے ان آیات کو سنا تو خاموش ہو گیا۔ اپنے ہاتھ اپنی پشت پر رکھ لیے تاکہ ان دونوں پر ٹیک لگائے۔ وہ سنتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ آیت سجدہ تک پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر سجدہ کیا۔ پھر فرمایا اے ابوالولید! کیا تو نے سنا؟ فرمایا میں نے سنا۔ فرمایا تو جانے۔ اور وہ عتبہ اٹھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ہم اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں۔ ابوالولید جس چہرے کے ساتھ گیا تھا

1۔ مسند ابویعلی، جلد 2، صفحہ 203 (1812)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

اس سے مختلف چہرے کے ساتھ واپس آیا ہے۔ جب عتبہ ان کے پاس بیٹھ گیا تو انہوں نے کہا اے ابو الولید! کیا چھوڑ آئے ہو؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے وہ بات سنی ہے جیسی بات میں نے پہلے نہیں سنی تھی۔ اللہ کی قسم! نہ وہ شعر ہے نہ جادو ہے اور نہ ہی کہانت ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے جو بات اس سے سنی ہے اس کی بڑی شان ہے۔ (1)

امام ابو نعیم اور بیہقی رحمہما اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ پر ان آیات کو پڑھا تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا اے میری قوم! آج میری اطاعت کر و اور اس کے بعد میری نافرمانی نہ کرنا۔ اللہ کی قسم! میں نے اس آدمی سے ایسی گفتگو سنی ہے جیسی گفتگو میں نے کسی سے بھی نہیں سنی اور میں نہیں جانتا تھا کہ میں اسے کیا جواب دوں۔ (2)

بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر کو بھیجا۔ وہ بنی غنم میں حضرت اسعد بن زرارہ کے پاس ٹھہرے۔ وہ لوگوں کو دعوت دینے لگے۔ سعد بن معاذ آئے اور انہیں دھمکایا۔ حضرت اسعد بن زراہ نے سعد سے کہا اس کی بات سنو۔ اگر تو اس میں کوئی برائی دیکھے تو اسے رد کر دینا۔ اگر تو اس سے حق سنے تو اس کی بات کو قبول کرنا۔ سعد نے پوچھا تو کیا کہتا ہے؟ حضرت مصعب نے انہیں ابتدائی آیات کی تلاوت کی۔ حضرت سعد بن معاذ نے کہا میں نہیں سنتا مگر جسے میں پہچانتا ہوں۔ وہ واپس لوٹے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دے دی تھی۔

امام بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے: ابو جہل نے کہا جبکہ قریش کے سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ہمارے لیے بکھر چکا ہے۔ اگر تم کسی ایسے آدمی کو تلاش کرو جو جادو، کہانت اور شعر کو جانتا ہو۔ عتبہ نے کہا میں ان چیزوں کا علم رکھتا ہوں۔ اگر بات ایسی ہوئی تو مجھ پر امر مخفی نہیں رہے گا۔ عتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی اے محمد! تو بہتر ہے یا ہاشم، تو بہتر ہے یا عبد المطلب۔ تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ عتبہ نے کہا آپ کس وجہ سے ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ہمارے آباء و اجداد کو گمراہ قرار دیتے ہیں؟ اگر تمہاری خواہش حکومت ہو تو ہم تیرے لیے اپنے جھنڈے باندھ لیتے ہیں۔ جب تک تو زندہ رہے گا ہمارا سردار ہوگا۔ اگر تجھے کسی عورت کی خواہش ہو تو تم قریش کی جن عورتوں سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ ہم دس عورتوں سے تیری شادی کر دیتے ہیں۔ اگر تمہیں مال کی خواہش ہو تو ہم اپنے اموال میں سے تمہارے لیے مال جمع کر دیتے ہیں جس سے آپ اور آپ کے بعد والے بھی مستغنی ہو جائیں گے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے تھے۔ کوئی گفتگو نہیں کر رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ......... مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ عتبہ نے آپ کو روک دیا اور رشتہ داری کا واسطہ دیا کہ آپ ہمیں کچھ نہ کہیں وہ گھر نہ گیا اور قریش کے پاس جانے سے بھی رک گیا۔ ابو جہل نے کہا اے جماعت قریش! ہم عتبہ کو نہیں دیکھتے مگر یہ کہ اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین قبول کر لیا ہے۔ اس کے کھانے نے اسے خوش کر دیا ہے۔ یہ نہیں ہوا مگر اسے کسی ضرورت نے آلیا ہے، ہمیں اس کے پاس لے چلو۔ قریش اس کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب اعتراف مشرکی قریش بمانی کتاب اللہ، جلد 2، صفحہ 204، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 205

marfat.com
Marfat.com

پاس آئے۔ ابوجہل نے کہا اے عتبہ! ہمارا گمان نہیں مگر یہ کہ تو محمد (ﷺ) کے دین کو اپنا چکا ہے اور اس کے معاملہ نے تجھے تعجب میں ڈال دیا ہے۔ اگر تجھے کوئی حاجت ہے تو ہم تیرے لیے اپنے اموال جمع کرتے ہیں جو تجھے محمد (ﷺ) سے غنی کر دے گا۔ وہ غصے ہو گیا اور قسم اٹھائی کہ وہ محمد (ﷺ) سے کلام نہیں کرے گا اور کہا تم جانتے ہو کہ میں تمام قریش سے زیادہ مال رکھتا ہوں لیکن میں اس کے پاس آیا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ اس نے مجھے ایسی چیز کے ساتھ جواب دیا۔ اللہ کی قسم! نہ وہ جادو ہے نہ شعر ہے اور نہ کہانت ہے اور پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ..... مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ میں نے اسے روک دیا اور رشتہ داری کا واسطہ دیا۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ حضرت محمد ﷺ جب کوئی بات کریں تو اس میں جھوٹ نہیں بولتے اور مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم پر کہیں عذاب نازل نہ ہو جائے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریش رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوئے جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں عتبہ بن ربیعہ نے کہا مجھے اجازت دو کہ میں حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤں اور ان سے بات چیت کروں۔ ممکن ہے تمہاری بنسبت میں اس کے ساتھ نرم رویہ اپناؤں۔ عتبہ اٹھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھا۔ کہا اے بھتیجے! تو ہم میں سے از روئے خاندان کے بہترین ہے اور ہم سے مقام و مرتبہ میں سب سے فضیلت رکھتا ہے۔ تو نے اپنی قوم میں ایسا افتراق پیدا کر دیا ہے کہ اس سے قبل کسی نے ایسی صورتحال پیدا نہیں کی۔ اگر تو اس معاملہ سے مال حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ تیری قوم پر لازم ہے کہ ہم آپ کے لیے اتنا مال جمع کریں یہاں تک کہ تو سب سے زیادہ مالدار ہو جائے۔ اگر تو شرف چاہتا ہے تو ہم تجھے اپنا سردار بنا لیتے ہیں یہاں تک کہ تجھ سے بڑا کوئی سردار نہیں ہو گا اور تیری رائے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کریں گے۔ اگر یہ کسی بیماری کی وجہ سے ہے جو تجھے لاحق ہو چکی ہے جس سے چھٹکارا پانے کی تجھ میں طاقت نہیں تو ہم علاج کی غرض سے اپنے خزانے صرف کر دیں گے۔ اگر تو ملک چاہتا ہے تو ہم تجھے بادشاہ بنا دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوالولید! کیا تو اپنی بات سے فارغ ہو گیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حم سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کیا جبکہ عتبہ اپنا ہاتھ اپنی پشت کے پیچھے رکھے ہوئے تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ قرأت سے فارغ ہو گئے۔ عتبہ اٹھا، اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا جواب دے یہاں تک کہ وہ اپنی قوم کی مجلس میں آیا۔ جب ان لوگوں نے اسے دیکھا کہا وہ ایسے چہرے کے ساتھ تمہارے پاس آ رہا ہے جس کے ساتھ وہ تمہارے پاس سے اٹھ کر نہیں گیا تھا۔ عتبہ ان کے پاس بیٹھ گیا اور کہا اے جماعت قریش! میں نے اس سے وہ بات کہی ہے جس کا تم نے مجھے حکم دیا تھا یہاں تک کہ جب میں فارغ ہوا تو اس نے مجھ سے ایسی گفتگو کی اللہ کی قسم! میرے کانوں نے ایسی گفتگو کبھی بھی نہیں سنی تھی۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں اسے کیا جواب دوں۔ اے جماعت! آج میری اطاعت کر لو اور بعد میں میری نافرمانی کر لینا۔ اس آدمی کو چھوڑ دو اور اس سے الگ تھلگ ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم! جس بات پر وہ ہے وہ اس کو نہیں چھوڑے گا۔ اس کے اور عربوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ اور اگر وہ عربوں پر غالب آ جائے تو اس کا شرف تمہارا شرف ہو گا۔ اس کا غلبہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب اعتراف مشرکی قریش بما فی کتاب اللہ، جلد 2، صفحہ 202، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

تمہارا غلبہ ہوگا۔ اس کی حکومت تمہاری حکومت ہوگی۔ اگر عرب اس پر غالب رہیں تو تم اپنے سوا ہی اسے کافی ہو گئے۔ لوگوں نے کہا اے ابوالولید! تو بے دین ہو گیا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عائشہ کی ملاقات کے لیے آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ فرمایا اے عائشہ! مجھے میری چادر دو۔ تو حضرت عائشہ نے آپ کو چادر پیش کی۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو وہاں ایک آدمی نصیحت کر رہا تھا۔ آپ بیٹھ گئے یہاں تک کہ نصیحت کرنے والے نے اپنی بات ختم کی تو آپ نے اس سورت کا آغاز کیا۔ آپ نے سجدہ کیا یہاں تک کہ آپ کا سجدہ طویل ہو گیا۔ پھر جو لوگ دو میلوں تک تھے۔ انہوں نے اس بارے میں سنا اور اس پر سجدہ کی تلاوت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے مقربین کو پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں کیونکہ جب سے میں آپ کے ساتھ زندگی گزار رہی ہوں اس قسم کا واقعہ میں نے پہلے نہیں دیکھا۔ حضور ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ فرمایا میں نے یہ سجدہ اپنے رب کا شکر بجالانے کے لیے کیا ہے کیونکہ اس نے میری امت کے بارے میں مجھ پر احسان کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی امت کے بارے میں کیا عطا فرمایا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمت عطا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کے ستر ہزار آدمیوں کو حساب کے بغیر جنت میں داخل فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کی امت زیادہ اور پاکیزہ ہے، اپنے رب سے زیادہ کا مطالبہ کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ایسا کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ستر ہزار عطا فرمائے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اپنی امت کے لیے اضافہ طلب کیجئے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ فرمایا پھر اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے اسے یاد کر لیا ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت خلیل بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں سوتے تھے یہاں تک کہ وہ سورۂ تبارک الذی اور حٰم سجدہ نہ پڑھ لیتے۔(2)

## وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ وَ فِیْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَیْنِنَا وَ بَیْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ۝

”اور ان (ہٹ دھرموں) نے کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں (لپٹے ہوئے) ہیں اس بات سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے۔ اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان ایک حجاب ہے۔ تم اپنا کام کرو، ہم اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔“

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جیسے تیر کے لیے ترکش۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 83، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 486 (2479)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

حضرت ابو سہل سری بن سہل جندیساپوری اپنی حدیث میں عبد القدوس کے واسطہ سے حضرت نافع بن ازرق سے وہ حضرت ابن عمر سے وہ حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قریش کے لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام سے تمہیں کیا چیز روکتی ہے؟ اگر تم اسلام قبول کر لیتے تو عربوں کے سردار بن جاتے۔ قریش کے لوگوں نے کہا اے محمد! تم جو کچھ کہتے ہو ہم اسے سمجھتے نہیں اور نہ اسے سنتے ہیں۔ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہیں۔ ابوجہل نے ایک کپڑا لیا اور اسے اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کھینچ دیا اور کہا اے محمد! قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَكِنَّةٍ۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: میں تمہیں دو باتوں کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ تم یہ گواہی دو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ جب انہوں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کو سنا تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور کہا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ (ص) بعض نے بعض سے کہا اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۖ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا (ص:8)

حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کیا یہ گمان نہیں کرتا کہ ان کے دلوں پر پردے ہیں، اس لیے وہ سمجھ نہیں سکتے اور ان کے کانوں میں گرانی ہے تو وہ آپ کا قول سنتے ہی نہیں ہیں یہ کیسے نہ ہو۔ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ (الاسراء:46) جس طرح وہ گمان کرتے ہیں اگر اسی طرح ہوتا تو وہ نہ بھاگتے لیکن وہ جھوٹے ہیں۔ وہ سنتے ہیں اور نفرت کی وجہ سے اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

جب اگلا دن آیا تو ان میں سے ستر آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے کہا اے محمد! ہم پر اسلام پیش کرو۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا تو سب مسلمان ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ مسکرائے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا۔ فرمایا کیا تم نے کل یہ گمان نہیں کیا تھا کہ تمہارے دلوں پر غلاف ہے اور ہم تمہیں جس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس سے تمہارے دل پردوں میں ہیں اور تمہارے کانوں میں گرانی ہے۔ آج تم مسلمان ہو گئے ہو۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! کل ہم نے جھوٹ بولا تھا۔ اگر بات اسی طرح ہوتی تو ہم کبھی بھی ہدایت نہ پاتے لیکن اللہ تعالیٰ سچا ہے جبکہ بندے جھوٹے ہیں۔ وہ غنی ہے اور ہم اس کے محتاج ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

"آپ فرمائیے میں انسان ہی ہوں (بظاہر) تمہاری مانند۔ البتہ وحی کی جاتی ہے میری طرف کہ تمہارا معبود

marfat.com
Marfat.com

خداوند یکتا ہی ہے۔ پس متوجہ ہو جاؤ اس کی طرف اور مغفرت طلب کرو اس سے۔ اور ہلاکت ہے مشرکوں کے لیے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے ان کے لیے ایسا اجر ہے جو منقطع نہ ہوگا"

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِكِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ کا یہ مفہوم ہے وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی نہیں دیتے۔ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ یعنی ختم نہ ہوگا۔ (1)

امام عبد بن حمید، حکیم ترمذی اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ معنی ہے وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہیں کہتے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے زکوٰۃ اسلام کا پل ہے جس نے اسے عبور کیا وہ بری ہو گیا اور نجات پا گیا۔ اور جس نے اسے عبور نہ کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ (2)

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۹ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ۝۱۰ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ ۝۱۱ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰى فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖۗ وَ حِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝۱۲

"آپ (ان سے) پوچھیے کیا تم انکار کرتے ہو اس ذات کا جس نے پیدا فرمایا زمین کو دو دن میں اور ٹھہراتے ہو اس کے لئے مدمقابل۔ وہ تو رب العالمین ہے (اس کا مدمقابل کون ہو سکتا ہے)۔ اور اس نے (ہی) بنائے ہیں زمین میں گڑے ہوئے پہاڑ جو اس کے اوپر (اٹھے ہوئے) ہیں اور اس نے بڑی برکتیں رکھی ہیں اس میں اور اندازہ سے مقرر کر دی ہیں اس میں غذائیں (ہر نوع کے لیے) چار دنوں میں۔ (ان کا حصول) یکساں ہے طلب گاروں کے لیے۔ پھر اس نے توجہ فرمائی آسمان کی طرف، وہ اس وقت محض دھواں تھا پس فرمایا اسے اور زمین کو کہ آ جاؤ (تعمیل حکم اور ادائے فرائض کے لیے) خوشی سے یا مجبوراً۔ دونوں نے عرض کی ہم خوشی خوشی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 149 (2691)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

(دست بستہ) حاضر ہیں۔ پس بنا دیا انہیں سات آسمان دو دنوں میں اور وحی فرمائی ہر آسمان میں اس کے حسب حال۔ اور ہم نے مزین کر دیا آسمان دنیا کو چراغوں سے اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ (سارا) نظام سب سے غالب، سب کچھ جاننے والے (خدا) کا ہے۔"

امام ابن جریر، نحاس نے اپنی تاریخ میں، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے آسمان و زمین کی تخلیق کے بارے میں پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو اتوار اور پیر کے روز، پہاڑوں اور ان میں جو منافع ہیں وہ منگل کے روز پیدا کیا، بدھ کے روز درخت، پانی، شہر، آبادیاں اور کھنڈرات بنائے۔ تو یہ چار دن ہیں۔ قُلْ اَىِٕنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۟ۚ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآىِٕلِیْنَ جمعرات کے روز آسمان، جمعہ کے روز ستارے، سورج، چاند اور فرشتے بنائے جبکہ اس کی تین ساعتیں باقی تھیں۔ ان تین ساعتوں میں سے پہلے ساعت میں وہ مدتیں پیدا فرمائیں جن میں مرنے والا مرے گا۔ دوسری میں اللہ تعالیٰ نے ہر اس شے پر آفت ڈالی جس سے نفع حاصل کیا جا رہا تھا اور تیسری میں حضرت آدم کو تخلیق فرمایا اور جنت میں سکونت عطا کی اور ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور ساعت کے آخری حصہ میں اسے جنت سے نکال دیا۔ یہودیوں نے کہا اے محمد! یہ کیا ہے؟ فرمایا پھر وہ عرش پر متمکن ہوا۔ انہوں نے کہا اگر آپ بات مکمل کرتے تو آپ درست بات کرتے۔ پھر انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آرام کیا۔ تو نبی کریم ﷺ سخت غضبناک ہوئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (ق:38)(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نہریں نکالیں، درخت لگائے، پہاڑوں کو رکھا، سمندر جاری کیے اور ایک چیز میں وہ چیزیں رکھیں جو دوسری میں نہ تھیں۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر زمین میں وہ چیز مقدر کی جو دوسری کے مناسب نہ تھی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ مفہوم نقل کیا ہے: نیشاپوری نیشاپور میں موزوں ہے اور یمنی کپڑے یمن کے موزوں ہیں۔

امام عبدالرزاق نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَقْوَاتَهَا سے مراد ان کے رزق ہیں۔(2)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سَوَآءً لِّلسَّآىِٕلِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: جس نے سوال کیا تو وہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 149 (2692)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 150 (2695)

marfat.com
Marfat.com

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان دھویں سے بنائے۔ پھر زمین کی پیدائش کا آغاز اتوار اور سوموار کو کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مقصود ہے قُلْ اَىِٕنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ۔ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا یعنی منگل اور بدھ کے روز۔ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ اسے بلند کیا، اسے ستاروں سے مزین کیا، سورج اور چاند کو ان دونوں کے فلک میں چلایا اور اس میں جو چیز چاہی پیدا کی۔ فرشتوں کو جمعرات اور جمعہ کو پیدا کیا۔ جنت کو جمعہ کے روز پیدا کیا اور یہودیوں کو ہفتہ کے روز پیدا کیا کیونکہ اس میں ہر شے آرام لیتی ہے۔ نصرانیوں نے اتوار کے دن کو عظیم جانا کیونکہ اس میں شے کی پیدائش کا آغاز ہوا اور مسلمانوں نے جمعہ کے دن کو عظیم خیال کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس روز اپنی مخلوق سے فارغ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنی رحمت پیدا کی، اسی دن میں حضرت آدم کو پیدا کیا۔ اسی دن میں وہ جنت سے اترے۔ اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اس لیے یہ دوسرے دنوں سے بڑا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن پیدا فرمایا تو اس کا نام احد رکھا۔ دوسرا پیدا کیا تو اس کا نام الاثنین رکھا۔ تیسرا پیدا کیا تو اس کا نام ثلثاء رکھا۔ چوتھا پیدا کیا تو اس کا نام اربعاء رکھا۔ پانچواں پیدا کیا تو اس کا نام خمیس رکھا۔ زمین کو اتوار اور پیر کے روز، پہاڑوں کو منگل کے روز پیدا کیا۔ اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ دن ثقیل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نہروں، درختوں اور بستیوں کی جگہوں کو بدھ کے روز پیدا کیا، پرندے، وحشی جانور، درندے اور کیڑے مکوڑے جمعرات کے روز پیدا کیے اور انسان کو جمعہ کے روز پیدا کیا اور ہفتہ کے روز اس سے فارغ ہوا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کا آغاز فرمایا: زمین کو اتوار اور سوموار کے دن، رزق اور پہاڑ منگل اور بدھ کے دن پیدا کیے۔ آسمانوں کو جمعرات اور جمعہ کے روز عصر تک پیدا کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اس گھڑی پیدا کیا جس میں بندہ اگر اپنے رب کے حضور التجاء کرے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ وہ عصر کے وقت سے لے کر سورج غروب ہونے تک کا وقت ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا اتوار کا دن کیسا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس میں زمین کو پیدا کیا۔ انہوں نے پوچھا بدھ کا دن کیسا ہے؟ فرمایا اس میں روزیاں پیدا کیں۔ پوچھا جمعرات؟ فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ پوچھا جمعہ کا دن؟ فرمایا اس کی دو ساعتوں میں فرشتے، دو ساعتوں میں جنت اور دوزخ، دو ساعتوں میں سورج، چاند اور ستارے، دو ساعتوں میں رات اور دن پیدا کیے۔ پوچھا کیا آپ آرام کا ذکر نہیں کریں گے۔ فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (ق:38)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ ایک اور سند سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چھ دنوں میں اپنی مخلوق سے فارغ ہوا۔ پہلا دن اتوار کا۔ دوسرا سوموار، تیسرا منگل، چوتھا بدھ، پانچواں جمعرات اور چھٹا جمعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اتوار کے دن آسمان، پیر کے دن سورج اور چاند، منگل کے

marfat.com

Marfat.com

دن سمندر اور زمین کے جانور پیدا کیے۔ نہروں کو جاری کیا اور روزیاں مقدر کیں۔ درختوں کو بدھ کے روز پیدا کیا۔ جمعرات کو جنت اور دوزخ کو پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز پیدا کیا۔ پھر ہفتہ کے روز امر کی طرف توجہ فرمائی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے کہا اے محمد! ﷺ اللہ تعالیٰ نے ان چھ دنوں میں جو مخلوق پیدا فرمائی ہے اس بارے میں بتایئے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اتوار اور پیر کے دن زمین کو پیدا فرمایا۔ منگل کو پہاڑ پیدا فرمائے۔ شہر، روزیاں، دریا، آبادیاں، کھنڈر بدھ کو پیدا فرمائے۔ آسمان اور فرشتے جمعرات کو پیدا فرمائے جبکہ جمعہ کی تین گھڑیاں باقی تھیں۔ اس کی پہلی ساعت میں موت کے اوقات، دوسری ساعت میں آفت اور تیسری میں حضرت آدم علیہ السلام۔ انہوں نے کہا آپ نے سچی بات کی ہے اگر آپ مکمل کر دیں جو وہ ارادہ کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ اسے پہچان گئے تو آپ غضبناک ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَّمَا مَسَّنَا مِنۡ لُّغُوۡبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ (ق:39) کو نازل فرمایا۔(1)

امام ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فَقَالَ لَهَا وَلِلۡاَرۡضِ ائۡتِيَا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرمایا اپنا سورج نکالو، اپنا چاند اور ستارے نکال۔ اور زمین سے فرمایا اپنے دریاؤں کو نکال اور اپنے پھلوں کو نکال۔ قَالَتَاۤ اَتَيۡنَا طَآئِعِيۡنَ۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَتَيۡنَا کا معنی ہے اعطیا دونوں دو جس طرح اٰتَيۡنَا کا معنی ہے اعطینا یعنی ہم نے دیا۔(3)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا کا یہ معنی نقل کیا ہے: جو اس نے حکم دیا اور روشن کرنے والی چیزیں اور دوسری چیزوں کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان میں اس کا سورج، اس کا چاند، اس کے ستارے اور اس کے مناسب چیزیں پیدا کیں۔

فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُكُمۡ صٰعِقَةً مِّثۡلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوۡدَ ﴿۱۳﴾ اِذۡ جَآءَتۡهُمُ الرُّسُلُ مِنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوۡا لَوۡ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنۡزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ وَقَالُوۡا مَنۡ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَهُمۡ هُوَ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً ؕ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 79 (73)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 114

marfat.com
Marfat.com

وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿١٥﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَ هُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٦﴾ وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٧﴾ وَ نَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿١٨﴾

''پس اگر وہ (پھر بھی) روگردانی کریں تو آپ فرمائیے کہ میں نے ڈرایا ہے تمہیں اس کڑک سے جو عاد وثمود کی کڑک کی مانند (ہلاکت خیز) ہوگی۔ (کچھ یاد ہے) جب آئے تھے ان کے پاس رسول سامنے سے اور پیچھے سے (یعنی ہر طرف سے یہ سمجھانے کے لئے) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ انہوں نے کہا اگر ہمارے رب کی مرضی ہوتی (کہ ہمیں کچھ سمجھائے) تو فرشتے نازل کرتا۔ پس ہم جو دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے (اس کا سراسر) انکار کرتے ہیں۔ پس قومِ عاد نے تو سرکشی اختیار کی زمین میں ناحق اور کہنے لگے ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ پس انہوں نے نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ قوی ہے اور وہ (تو) ہمیشہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ پس ہم نے بھیج دی ان پر سخت ٹھنڈی تند ہوا منحوس دنوں میں تاکہ ہم انہیں چکھائیں ذلت آمیز عذاب اس دنیوی زندگی میں۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت زیادہ رسوا کن ہوگا اور ان کی ہرگز مدد نہ کی جائے گی۔ باقی رہے ثمود تو انہیں ہم نے سیدھی راہ دکھائی، انہوں نے پسند کیا اندھے پن کو ہدایت پر تو پکڑ لیا انہیں اس عذاب کی کڑک نے جو رسوا کن ہے ان کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے تھے اور (اللہ کی نافرمانی سے) ڈرتے رہتے تھے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: قرآن حکیم میں جہاں بھی صٰعِقَةِ کا لفظ ہے اس سے مراد عذاب ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: میں نے تمہیں عاد وثمود کی مثل عذاب سے ڈرایا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے رِيْحًا صَرْصَرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے سخت منحوس۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے لیے واضح کیا۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 150 (97-2696)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے لئے خیر اور شر کا راستہ واضح کیا۔

وَ يَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَ لٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَ اِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿٢٤﴾

"اور (ذرا خیال کرو) اس دن کا جب جمع کئے جائیں گے اللہ کے دشمن آتش (جہنم) کی طرف پھر وہ (گروہوں میں) بانٹ دیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے قریب آ جائیں گے (تو حساب شروع ہوگا اس وقت) گواہی دیں گے ان کے خلاف ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں اس کے بارے میں جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور وہ کہیں گے اپنی کھالوں سے تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ کہیں گے (ہم بے بس ہیں) ہمیں تو گویا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے جس نے گویا کیا ہے ہر شے کو اور اسی نے تمہیں پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ اور اب اسی کی طرف تم لوٹائے جا رہے ہو۔ اور تم نہیں چھپا سکتے تھے اپنے آپ کو اس امر سے کہ گواہی نہ دیں تمہارے خلاف تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہاری کھالیں بلکہ تم تو یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی نہیں تمہارے اکثر اعمال کو جو تم کرتے ہو اور تمہارے اسی گمان نے جو تم اپنے رب کے بارے میں کیا کرتے تھے تمہیں ہلاک کر دیا پس تم ہو گئے نقصان اٹھانے والوں سے۔ پس وہ صبر کریں (یا نہ کریں) آگ ہی ان کا ٹھکانا ہے اور اگر وہ (اس وقت) رضائے الٰہی چاہیں گے تو وہ ان میں سے نہ ہوں گے جن پر اللہ راضی ہوا۔"

طبرانی نے حضرت ابن عباس سے فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان میں سے پہلے کو آخری پر روک دیا جائے گا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور ابو رزین رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے يُوْزَعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 386 (12076)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

marfat.com
Marfat.com

انہیں دھکیل دیا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وزعہ سے مراد فرشتوں میں سے ہانکنے والے ہیں جو جہنمیوں کو جہنم کی طرف ہانکتے ہیں اور آخری کو پہلے کی طرف لوٹاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ان پر ہانکنے والے ہوں گے جو ان کے اگلوں کو پچھلوں کی طرف واپس کریں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو روکیں گے۔ کہا ان پر ہانکنے والے مقرر ہوں گے جو ان کے اگلوں کو پچھلوں کی طرف لوٹائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوالضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ابن ازرق کو فرمایا کہ قیامت لوگوں پر آئے گی جب وہ نہ بولیں گے نہ معذرت کریں گے اور نہ کلام کریں گے۔ یہاں تک کہ انہیں اجازت دی جائے گی تو وہ جھگڑیں گے۔ مشرک اپنے شرک سے انکار کرے گا۔ تو لوگ اس کے حق میں قسمیں اٹھائیں گے جس طرح تمہارے حق میں قسمیں اٹھاتے ہیں: جب وہ اپنے گھر میں سے گواہوں کا انکار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی جلدوں، ان کی آنکھوں، ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں کو حکم دے گا اور ان کے مونہوں پر مہر لگا دی جائے گی۔ پھر منہ کھول دیے جائیں گے تو وہ اس طرح آپس میں جھگڑیں گے جس طرح درندے لڑتے ہیں۔ وہ کہیں گے اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ بعد میں زبانیں بھی ان باتوں کا اقرار کریں گی۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں کعبہ شریف کے پردوں سے لپٹا ہوا تھا کہ تین آدمی آئے۔ قریشی اور دو ثقفی یا ایک ثقفی اور دو قریشی، خوب ہٹے کٹے اور دل ان کے سمجھ سے خالی۔ انہوں نے کوئی بات کی جسے میں نہ سن سکا۔ ایک نے کہا کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس بات کو سنتا ہے؟ دوسرے نے کہا جب ہم اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہیں تو وہ سنتا ہے اور جب ہم اپنی آوازوں کو بلند نہیں کرتے۔ تو وہ نہیں سنتا دوسرے نے کہا انسان سے جو بات سنتا ہے تو پوری سنتا ہے۔ تو میں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ کو نازل فرمایا۔(1)

امام عبدالرزاق، امام احمد، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت معاویہ بن حیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں یہاں جمع کیا جائے گا۔ پیدل اور اپنے چہروں پر سوار کر کے اور شام کی طرف اشارہ کیا۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جائے گا جبکہ تمہارے منہ

1۔ صحیح بخاری، باب فی قولہ تعالیٰ وما کنتم تستترون الخ، جلد 2، صفحہ 1122، وزارت تعلیم اسلام آباد

marfat.com
Marfat.com

4B

پر چھلنی ہوگی۔ تمہاری جانب سب سے پہلے جو چیز معاملہ کو واضح کرے گی۔ وہ اس کی ران اور ہتھیلی ہوگی اور رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ کا یہ معنی کیا ہے جو تم گمان رکھتے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ کا معنی ہے جسے تم مخفی رکھتے تھے۔

امام احمد، طبرانی، عبد بن حمید، امام مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہ مرے مگر یہ کہ وہ اپنے اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو کیونکہ ایک قوم کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوئے ظن نے ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ (1)

وَ قَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۲۵﴾

"اور ہم نے مقرر کر دیے ان کے لیے کچھ ساتھی پس انہوں نے آراستہ کر دکھایا انہیں اگلے اور پچھلے گناہوں کو اور ثابت ہو گیا ان پر فرمان (عذاب) ان قوموں کی طرح جو ان سے پہلے گزر چکی تھیں جنوں اور انسانوں سے۔ وہ سب (اگلے پچھلے) نقصان اٹھانے والے تھے۔"

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قُرَنَآءَ کا معنی شیاطین نقل کیا ہے۔

ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ کا یہ معنی کیا ہے کہ انہوں نے ان کے لئے دنیا کو مزین کر دیا جس میں وہ رغبت رکھتے تھے۔ اور مَا خَلْفَهُمْ یعنی ان کے لئے آخرت کو بھلا دینے اور اسی کے انکار کرنے کو مزین کر دیا۔

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِیْقَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِیْدًا ۙ وَّ لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِیْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾

"اور کہنے لگے وہ کافر مت سنا کرو اس قرآن کو اور شور و غل مچا دیا کرو اس کی تلاوت کے درمیان، شاید تم (اس

1۔ صحیح مسلم، باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت، جلد 2، صفحہ 387، وزارت تعلیم اسلام آباد

marfat.com
Marfat.com

طرح) غالب آجاؤ۔ پس ہم ضرور چکھائیں گے کفار کو شدید عذاب (کا مزہ) اور انہیں بدلہ دیں گے بہت برا اس (نافرمانی) کا جو وہ کیا کرتے تھے۔ یہ ہے سزا اللہ کے دشمنوں کی یعنی آگ۔ ان کے لیے اس میں ہی ہمیشہ ٹھہرنے کا گھر ہے۔ یہ سزا ہے اس بات کی کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے۔ جب قرآن پڑھتے تھے تو اپنی آواز کو بلند کرتے تھے جبکہ مشرک لوگوں کو آپ سے دور بھگاتے تھے اور کہتے تھے: لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ جب رسول اللہ ﷺ آہستہ آواز میں قرآن پڑھتے تو جو قرآن سننا پسند کرتا تھا وہ نہ سن سکتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا (الاسراء: 110) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ الْغَوْا فِيْهِ سے مراد یہ ہے وہ سیٹیاں بجاتے اور رسول اللہ ﷺ کی گفتگو میں مداخلت کرتے۔ جب رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھتے تو قریش اس طرح کا عمل کرتے تھے۔

عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے وَ الْغَوْا فِيْهِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ کہتے ہیں اس کا انکار کرو اور اس سے دشمنی کرو۔ واللہ اعلم

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾

"اور کافر کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں دکھا وہ دونوں (شیطان) جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا جنوں اور انسانوں سے ہم انہیں روند ڈالیں گے اپنے قدموں کے نیچے تا کہ وہ ہو جائیں پست ترین لوگوں سے۔"

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے فرمان رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اَضَلّٰنَا سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کا وہ بیٹا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا اور ابلیس ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور ابراہیم رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْۤ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 154 (2705)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

"بے شک وہ (سعادت مند) جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ اس قول پر پختگی سے قائم رہے، اترتے ہیں ان پر فرشتے (اور انہیں کہتے ہیں) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو، تمہیں بشارت ہو جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ شے ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم مانگو گے۔ یہ میزبانی ہے بہت بخشنے والے، ہمیشہ رحم فرمانے والے کی طرف سے۔"

امام ترمذی، امام نسائی، بزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن عدی اور ابن مردویہ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پڑھی۔ فرمایا لوگوں میں سے کچھ نے اس کو پڑھا پھر اکثر نے ان کا انکار کر دیا۔ جس نے یہ کلمات موت تک کہے تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے استقامت کا مظاہرہ کیا۔ (1)

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، مسدد، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن عمران رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ استقامت یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ (2)

امام ابن راہویہ، عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت اسود بن ہلال رحمہ اللہ کے واسطہ سے انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا تم ان دونوں آیات کے بارے میں کیا کہتے ہو: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (الانعام:82)؟ انہوں نے کہا انہوں نے کوئی گناہ نہ کیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا تم ہی نے اس آیت کو شدید امر پر محمول کیا ہے۔ فرماتے یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے مراد وہ بتوں کی عبادت کی طرف نہ لوٹے۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ثوری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے مراد ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فرائض پر قائم رہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے مراد ہے کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت پر قائم رہے۔

امام ابن مبارک، سعید بن منصور، امام احمد نے زہد میں، عبد بن حمید، حکیم ترمذی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم رہے۔ وہ لومڑی کی طرح مکر نہیں کرتے رہے۔ (4)

---

1۔ سنن ترمذی، باب فضل سورۃ حم السجدہ، جلد 5، صفحہ 351 (3250)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 155 (2709)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک، تفسیر سورۃ حم السجدۃ، جلد 2، صفحہ 478 (3648)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ کتاب الزہد، صفحہ 144، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کتاب اللہ میں سے کون سی آیت زیادہ وسعت رکھتی ہے۔ فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یعنی وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی پر قائم رہے۔ آپ سے عرض کی گئی تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ (الزمر: 53)۔ آپ نے یہ آیت پڑھی وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ (الزمر: 54) فرمایا دونوں میں اس چیز کا ذکر کیا ہے کہ عمل کرو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم اور مجاہد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: انہوں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور بعد میں موت تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی پر قائم ہو گئے اور آخرت میں ان پر فرشتے نازل ہوں گے۔

امام احمد، عبد بن حمید، دارمی، امام بخاری نے تاریخ میں، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت سفیان ثقفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کے بارے میں ایسی چیز کا حکم دیں کہ آپ کے بعد اس کے بارے میں کسی سے سوال نہ کروں۔ فرمایا تو کہہ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ پھر اس پر ڈٹ جا۔ میں نے عرض کی کس چیز سے بچوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ موت کے وقت اس پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔(2)

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اَلَّا تَخَافُوْا کی تفسیر میں مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ موت اور آخرت کے معاملہ میں خوف نہ کھاؤ اور دنیا کے جو معاملات یعنی اولاد، گھر اور قرض کے بارے میں غمگین نہ ہو وہ تمام معاملات جن میں تم کو نائب بنایا گیا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ موت کے وقت مومن کی خدمت میں حاضر ہوا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ جس کے پاس تو جا رہا ہے اس کے بارے میں خوف نہ کر۔ تو اس کا خوف چلا جاتا ہے۔ دنیا اور دنیا والوں کے بارے میں غم کر اور تجھے جنت کی بشارت ہو۔ تو وہ مرجاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ کو ٹھنڈک پہنچائی ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اس کی موت، اس کی قبر میں اور قیامت کے روز اسے بشارت دی جاتی ہے۔ وہ جنت میں پہنچے گا ابھی اس کے دل سے بشارت کی خوشی نہیں نکلی ہوگی۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَلَّا تَخَافُوْا تم اپنے ضائع ہو جانے کا خوف نہ کرو۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے ذکر الموت (3) میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل

---

1۔ صحیح مسلم، باب جامع اوصاف الایمان، جلد 1، صفحہ 48، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ شعب الایمان، باب فی عذاب القبر، جلد 1، صفحہ 354، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ کتاب کا نام

marfat.com
Marfat.com

کی ہے کہ ہر انسان پر اس دنیا سے جانا حرام ہے یہاں تک کہ وہ اپنا ٹھکانہ جان لے گا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مومن کو اس کی موت کے بعد بچے کے صالح ہونے پر بشارت دی جاتی ہے تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو۔

امام احمد اور امام نسائی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو بھی پسند کرتا ہے۔ ہم نے عرض کی ہم میں سے تو ہر ایک موت کو ناپسند فرماتا ہے۔ فرمایا یہ موت کو ناپسند کرنا نہیں ہے لیکن جب مومن کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بشارت دینے والا آتا ہے جو اسے اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور لے جانے والا ہوتا ہے۔ تو اس بندۂ مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی۔ تو اللہ بھی ایسے بندے کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ کافر اور فاجر کی موت کا وقت جب قریب آتا ہے تو اس کے پاس وہ آتا ہے جو اسے شر کی طرف لے جانے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس سورت کو پڑھا یہاں تک کہ اس آیت تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ تک پہنچے تو آپ ٹھہر گئے۔ کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کو قبر سے اٹھائے گا تو اسے وہ دو فرشتے ملیں گے جو دنیا میں اس کے ساتھ ہوتے تھے۔ وہ دونوں اسے کہیں گے نہ خوف کر اور نہ غم کر۔ تجھے جنت اور ان چیزوں کی جن سے اللہ تعالیٰ نے اسے بچایا، کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس بندۂ مومن کو خوف سے امن دیتا ہے اور اس کی آنکھ ٹھنڈی کرتا ہے۔ خبردار! یہ مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت دی اور جو وہ دنیا میں عمل کرتا رہا تھا۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم دنیا میں تمہارے ساتھی تھے۔ ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ ہم تمہارے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ عبد بن حمید کے الفاظ اس طرح ہیں ان کے وہ دوست جو دنیا میں ان کے ساتھ رہتے تھے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو وہ کہیں گے ہم تم سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ ہم تمہیں جنت میں داخل نہ کر دیں۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے صفۃ الجنۃ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے بعث میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی اثناء میں کہ جنتی اپنی مجلس میں ہوں گے کہ ان کے لیے جنت کے دروازے پر ایک نور ظاہر ہوگا۔ وہ اپنے سر اٹھائیں گے کیا دیکھیں گے کہ ان کا رب جلوہ فرما ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جنتیو! مجھ سے سوال کرو۔ وہ عرض کریں گے۔ ہم تجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تو ہم سے راضی ہو جائے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری رضا نے ہی تو تمہیں اس میرے گھر میں اتارا ہے اور تمہیں یہ عزت دی ہے، کوئی اور سوال کرو؟ جنتی عرض کریں گے ہم تجھ سے زیادتی کا سوال

1۔ سنن نسائی، باب فیمن احب لقاء اللہ، جلد 4، صفحہ 10، دار الریان للتراث القاہرہ

marfat.com
Marfat.com

کرتے ہیں تو انہیں سرخ یاقوت کے گھوڑے عطا کیے جائیں گے جن کی لگامیں سبز زبرجد اور سرخ یاقوت کی ہوں گی وہ جنتی ان پر آئیں گے۔ وہ اپنے قدم حد نگاہ پر رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ درختوں کو حکم دے گا جن پر پھل ہوں گے حورعین آئیں گی۔ وہ کہیں گی ہم نرم و نازک ہیں ہم سخت نہیں ہیں۔ ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں ہم پر موت نہیں آتی اور معزز مومنوں کی بیویاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کستوری کے ٹیلے کو حکم دے گا جو سفید اور مہکتا ہوگا۔ وہ ان پر خوشبو کو بکھیرے گا جسے مثیرہ کہتے ہیں یہاں تک کہ یہ انہیں جنت عدن تک لے جائیں گے۔ یہ جنت کا وسط ہے۔ فرشتے کہیں گے اے ہمارے رب! لوگ حاضر ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ صادقین کو خوش آمدید! تو ان کے لیے حجاب اٹھا دیا جائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور اللہ کے نور سے لطف اٹھائیں گے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا انہیں محلات کی طرف تحائف کے ساتھ واپس لے جاؤ۔ وہ واپس لوٹیں گے۔ جبکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرمان نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ کی حدیث سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

## وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۳﴾

"اور اس شخص سے بہتر کس کا کلام ہے جس نے دعوت دی اللہ کی طرف اور نیک عمل کیے اور کہا کہ میں تو (اپنے رب کے) فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔"

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ سے مراد موذن ہے۔ وَ عَمِلَ صَالِحًا سے مراد اذان اور اقامت کے دوران دو رکعت نماز ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ایک اور سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے: میرا خیال ہے کہ یہ آیت اذان دینے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ مومن ہے جس نے نیک عمل کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل الاذان وثوابہ، جلد 1، صفحہ 204 (2348)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مصداق وہ بندہ ہے جس کا قول، عمل، داخل ہونے کی جگہ نکلنے کی جگہ، راز، علانیہ اور حاضر ہونے کی جگہ، غائب ہونے کی جگہ درست ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا یعنی اذان دینے والا۔ اور عَمِلَ صَالِحًا سے مراد جس نے روزہ رکھا اور نماز پڑھی۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں قول سے مراد اذان ہے اور عَمِلَ صَالِحًا سے مراد اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے۔ خطیب نے کہا ابو بکر! نقاش نے کہا مجھے ابو بکر بن ابی داؤد نے اپنی تفسیر میں ایک لاکھ بیس ہزار روایات بیان کیں مگر اس میں یہ حدیث نہیں۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت عاصم بن ہبیرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اذان سے فارغ ہو تو یہ کہہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز اذان دینے والوں کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز حضرت بلال مؤذنوں کے سردار ہوں گے۔ انکے پیچھے مومن ہی ہوگا جبکہ مؤذن قیامت کے روز سب سے لمبی گردن والے ہوں گے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن کی بلند آواز اس کے حق میں بخشش طلب کرتی ہے اور ہر تر اور خشک اس کی تصدیق کرتی ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک آدمی سے کہا تیرا عمل کیا ہے؟ عرض کی اذان فرمایا۔ تیرا عمل کتنا اچھا ہے، جو چیز تجھے سنتی ہے وہ تیرے حق میں گواہی دیتی ہے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اگر میں اس منصب خلافت کے ہوتے ہوئے اذان دینے کی طاقت رکھتا تو میں ایسا ضرور کرتا۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اذان پر میرا قوی ہونا مجھے حج، عمرہ اور جہاد سے زیادہ محبوب ہے۔ (6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اگر میں مؤذن ہوتا تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہ ہوتی کہ میں حج اور جہاد نہ کرتا۔ (7)

1۔ سنن ابن ماجہ، باب فی فضل الاذان وثواب المؤذنین، جلد 1، صفحہ 395 (725)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 204 (2343)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً (2349) 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 205 (2352)

5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 203 (2334) 6۔ ایضاً (2336) 7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 204 (2344)

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جو اذن دے تو اس کے لیے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اگر وہ اقامت بھی کہے تو یہ افضل ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ہشام رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ حدیث بیان کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ اذان کا کیا مرتبہ ہے تو لوگ آپس میں جھگڑا کریں۔ یہ بات کہی جاتی تھی اذان دینے میں جلدی کرو، امامت میں جلدی نہ کرو۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اذان دینے والے کو قیامت کے روز سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا۔(3)

وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾

''نہیں یکساں ہوتی نیکی اور برائی۔ برائی کا تدارک اس (نیکی) سے کرو جو بہتر ہے پس ناگہاں وہ شخص، تیرے درمیان اور اس کے درمیان عداوت ہے، یوں بن جائے گا گویا تمہارا جانی دوست ہے۔ اور نہیں توفیق دی جاتی ان (خصائل حمیدہ) کی بجز ان کے جو صبر کرتے ہیں اور نہیں توفیق دی جاتی ان کی مگر بڑے خوش نصیب کو۔''

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کو غضب کے وقت صبر، جہالت کے وقت حلم اور زیادتی کے وقت معاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں شیطان سے محفوظ کر دے گا اور دشمن کو ان کے لیے سرنگوں کر دے گا۔(4)

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسے سلام دو۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سلام ہے، جب تو اسے ملے تو سلام کہہ۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سلام ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلِیٌّ حَمِیْمٌ کا معنی رقیب نقل کیا ہے، یعنی نگہبان اور ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ سے مراد جنت نقل کی ہے۔(6)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 203 (2337)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 204 (2339) 3۔ (2340)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 138

6۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 156 (14-2713)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَ مَا يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اسے اس وقت تک وہ نہیں پائے گا جب تک وہ غصے کو نہیں پیئے گا اور بعض ناپسندیدہ چیزوں سے درگزر نہیں کرے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کو اس کا بھائی برا بھلا کہتا ہے تو وہ کہتا ہے اگر تو سچا ہے تو اللہ مجھے بخش دے۔ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے بخش دے۔ واللہ اعلم۔

## وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۳۶

"اور (اے سننے والے!) اگر شیطان کی طرف سے تیرے دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو (اس کے شر سے) اللہ کی پناہ مانگ۔ یقیناً وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دوسرے کو سخت سست کہا تو ایک بہت غصے میں ہو گیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں۔ اگر یہ وہ کلمہ کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اس آدمی نے عرض کی کیا آپ مجھے مجنون خیال کرتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ایک دوسرے کو سخت سست کہا یہاں تک کہ ایک دوسرے کے چہرے سے غصہ عیاں ہونے لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر وہ یہ کہے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا غضب سے بچو کیونکہ یہ انگارہ ہے جو انسان کے دل میں روشن کیا جاتا ہے۔ کیا تم اس کی رگوں کے پھول جانے اور آنکھوں کی سرخی کو نہیں دیکھتے جو آدمی اس میں سے کوئی چیز محسوس کرے تو زمین کے ساتھ چمٹ جائے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ شیطان کہتا ہے کہ انسان مجھ پر کیسے غالب آ سکتا ہے جب وہ اس بات پر راضی ہے کہ میں اس کے دل میں ہوں۔ جب وہ غصے میں ہوتا ہے تو اڑتا ہوں یہاں تک کہ اس کے سر پر ہو جاتا ہوں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ اسی اثناء میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ ٹیک لگانے لگے یہاں تک کہ ایک ستون سے ٹیک

1۔ صحیح مسلم، باب من یملک نفسہ عند الغضب الخ، جلد 2، صفحہ 326، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی الغضب مما یقولہ الناس، جلد 5، صفحہ 216 (25374)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

لگائی۔ پھر فرمانے لگے میں تجھ پر اللہ کی مکمل لعنت کرتا ہوں تو ایک صحابی نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! جو آپ کر رہے ہیں یہ کونسی چیز ہے؟ فرمایا شیطان میرے پاس آگ کے شہابیہ کے ساتھ آیا تا کہ اس کے ساتھ مجھے جلا دے تو میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کی مکمل لعنت کی۔ وہ منہ کے بل گر پڑا اور اس کی آگ بجھ گئی۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ هُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾

"اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے رات بھی ہے اور دن بھی سورج بھی ہے اور چاند بھی، مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو بلکہ سجدہ کرو اللہ کو جس نے انہیں پیدا فرمایا ہے اگر تم واقعی اس کے پرستار ہو۔ پھر بھی اگر وہ تکبر کرتے رہیں (تو ان کی قسمت) پس وہ (فرشتے) جو آپ کے رب کے پاس ہیں تسبیح کرتے رہتے ہیں اس کی شب و روز اور وہ نہیں تھکتے۔"

ابو یعلی اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات، دن، سورج، چاند اور ہواؤں کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ انہیں ایک قوم کے لیے بطور رحمت اور ایک قوم کے لیے بطور عذاب بھیجا جاتا ہے۔ (1)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لَا يَسْـَٔمُوْنَ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا وہ نہ اکتاتے ہیں اور نہ سستی کرتے ہیں۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

مِنَ الْخَوْفِ لَاذِیْ سَأْمَةٍ مِنْ عِبَادَةٍ    وَلَا مُؤْمِنٍ طُوْلِ التَّعَبُّدِیَجْهَدُ

"وہ خوف کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، وہ عبادت سے اکتانے والا نہیں اور نہ ہی وہ طویل عبادت پر مطمئن ہونے والا ہے، وہ کوشاں رہتا ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ حم سجدہ کی ان دو آیتوں میں دوسری پر سجدہ کرتے تھے جبکہ حضرت ابن مسعود ان میں سے پہلی پر سجدہ کرتے تھے۔ (2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 332 (2191)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم تفسیر سورہ حم السجدہ، جلد 2، صفحہ 479 (3650)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

اور آپ کے ساتھی ان دو آیتوں میں سے پہلی کے اختتام پر سجدہ کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بنو سلیم کے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا کہ آپ پہلی آیت کے اختتام پر سجدہ کرتے تھے۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ پہلی آیت کے اختتام پر سجدہ کرتے تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عبدہ بن حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پہلی آیت پر سجدہ کیا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دوسری آیت کے اختتام پر سجدہ کرتے تھے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾

''اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو کہ وہ (کسی وقت) خشک بنجر ہے، پھر جب ہم اتارتے ہیں اس پر (بارش کا) پانی تو جھومنے لگتی ہے اور کھل اٹھتی ہے بیشک وہ (قادر مطلق) جس نے زندہ کر دیا ہے زمین کو وہی زندہ کرنے والا ہے مردوں کا۔ بلاشبہ وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْاَرْضَ خَاشِعَةً کا یہ معنی نقل کیا ہے: غبار والی خشک۔ جب اس پر بارش ہوتی ہے تو یہ لہلہانے لگتی ہے اور خوب پھلتی پھولتی ہے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اهْتَزَّتْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ نباتات سے جھومنے لگتا ہے۔ رَبَتْ فصل اگانے سے پہلے اس میں ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے۔(2)

اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۴۰﴾

''بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں اپنی طرف سے اضافے کرتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ تو کیا

---

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 156 (2715)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 141، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

جو پھینکا جائے گا آگ میں وہ بہتر ہے یا جو آئے گا امن وسلامتی کے ساتھ قیامت کے دن (وہ بہتر ہے) تم وہ کرو جو تمہاری مرضی۔ یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو وہ خوب دیکھ رہا ہے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کلام کی ایسی تعبیر کرتے ہیں جو اس آیت کا محل نہیں ہوتی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے الحاد کا یہ معنی نقل کرتے ہیں کہ کلام کا ایسا معنی کرنا جو اس کا محل نہ ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الحاد اسے کہتے ہیں جو اس کے ساتھ ذکر کیا جائے۔

عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الحاد سے مراد جھٹلانا ہے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اس کے وہ معانی کرو جو اس کا محل ہوں۔ اس میں اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ سے مراد ابوجہل بن ہشام ہے۔ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت بشیر بن تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابوجہل اور حضرت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی۔(2)

ابن عساکر نے حضرت عکرمہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابوجہل اور حضرت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ وعید ہے۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: تمہیں اختیار ہے، تمہیں عمل کا حکم دیا محبت اپنائی، اپنے رسول کو مبعوث کیا، اپنی کتاب نازل فرمائی۔ اپنی شریعت کے احکام اپنی مخلوق کے لیے بطور حجت اور تحفہ مشروع کیے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حکم صرف اہل بدر کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ بات ذکر کی گئی کہ غزوہ بدر کے روز آسمان میں شگاف ہوا اور کہا گیا اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے لیے اعمال مباح کر دیے گئے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ﴿۴۲﴾

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 157 (2716)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (2717)

marfat.com
Marfat.com

"بے شک وہ لوگ جنہوں نے قرآن کو ماننے سے انکار کیا جب وہ ان کے پاس آیا (تو وہ ہٹ دھرم لوگ ہیں) بے شک یہ بڑی عزت (حرمت) والی کتاب ہے، اس کے نزدیک نہیں آسکتا باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ اس کے پیچھے سے، یہ اتری ہوئی ہے بڑے حکمت والے، سب خوبیاں سراہے کی طرف سے۔"

امام ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی یا آپ سے سوال پوچھا گیا اس سے نکلنے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب جس کے نہ سامنے سے اور نہ پیچھے سے باطل آتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی: کہا میرا گمان ہے انہوں نے یہ مسند روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کی مثال اور لوگوں کی مثال زمین اور بارش جیسی ہے۔ اسی اثناء میں کہ زمین مردہ اور بنجر ہوتی ہے پھر لگاتار بارشیں ہوتی ہیں یہاں تک کہ بیج ڈالا جاتا ہے وہ اگتے ہیں اور اس کی شان مکمل ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس میں اس کی زینت اور رزق نکالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن اور لوگوں کے ساتھ بھی اسی طرح کیا۔

امام حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۙ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ تلاوت کی اور کہا تم اللہ تعالیٰ کی طرف کسی ایسی چیز، جو اللہ نے پیدا کیں، کے ساتھ نہیں لوٹو گے جو قرآن سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو۔ (1)

امام بیہقی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیزیں آئی ہیں ان میں سے کسی چیز کے ساتھ تم اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں لوٹو گے جو قرآن سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ الاسماء والصفات میں حضرت عطیہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بندے جو کلام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اپنی کلام سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں اور بندہ کسی کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتا جو قرآن سے بڑھ کر اسے محبوب ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْبَاطِلُ کا معنی شیطان نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ شیطان تو ان میں وہ چیز داخل نہیں کر سکتا جو اس میں نہ ہو اور نہ ہی کوئی کافر اس میں داخل ہو سکتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عزیز اس لیے فرمایا کیونکہ یہ اس کا کلام ہے اور اس کی باطل سے حفاظت فرمائی۔ الْبَاطِلُ ابلیس ہے۔ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ اس کے حق میں کمی کر دے اور اس میں باطل کا اضافہ نہیں کر سکتا۔

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ

1۔ مستدرک حاکم تفسیر سورۂ حم السجدہ، جلد 2، صفحہ 479 (3651)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾

"(اے حبیب!) نہیں کہا جاتا آپ کو مگر وہی جو کہا گیا پیغمبروں کو آپ سے پہلے۔ بے شک آپ کا پروردگار (اہل ایمان کے لئے) بہت بخشنے والا اور (منکرین کے لئے) دردناک عذاب دینے والا ہے۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ آپ کی اسی طرح تکذیب کی گئی جس طرح ان انبیاء کو جھٹلایا گیا۔ جس طرح انہوں نے اپنی قوم کی اذیتوں پر صبر کیا اسی طرح آپ بھی اپنی قوم کی اذیتوں پر صبر کیجئے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو صالح سے مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ یعنی جو اذیت دی گئی۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں صبر کی تلقین مراد ہے۔ (1)

وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَ اَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾

"اور بالفرض اگر بنا کر بھیجتے قرآن عجمی زبان میں تو کہتے کیوں نہ کھول کر بیان کی گئیں اس کی آیتیں۔ کیا اچنبہ ہے کتاب عجمی اور نبی عربی۔ آپ فرمائیے یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لیے تو ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لائے ان کے کانوں میں بہرہ پن ہے۔ اور ان پر (ہر حال میں) مشتبہ رہتا ہے۔ انہیں گویا بلایا جاتا ہے دور کی جگہ سے۔"

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر ہم قرآن کو عجمی بناتے جبکہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیری زبان عربی ہوتی تو وہ کہتے کیا یہ عجمی اور عربی ہے، یعنی ہمارے پاس مختلف یا ملی جلی چیز لاتا ہے۔ لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ تو قرآن بھی زبان کی طرح ہے۔ وہ کہتا ہے کرتا نہیں تا کہ وہ یہ بات نہ کریں تو یہ ان کے خلاف دلیل ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر قرآن عجمی زبان میں نازل ہوتا تو مشرک کہتے یہ قرآن عجمی زبان میں کیسے ہے جبکہ یہ عربی ہے؟

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے کہا یہ قرآن عجمی اور عربی زبان میں کیوں نازل نہیں ہوا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک آیت کو نازل فرمایا جس میں ہر زبان کا ذکر ہے جیسے بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۴﴾۔ (الفیل) حضرت ابن جبیر نے کہا اس صورت میں اعجمی کی قرأت استفہام کی صورت میں ہوگی۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں ہر زبان ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 157 (2720)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 146

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور عبد الرزاق رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کے دلوں سے دور ہے۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ
رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَ اِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا
فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

"اور ہم نے عطا فرمائی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب پس اس میں بھی بہت اختلاف کیا گیا ہے اور اگر ایک بات طے نہ ہو گئی ہوتی آپ کے رب کی طرف سے تو (ابھی) فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان۔ اور بے شک وہ ایک شک میں مبتلا ہیں اس کے بارے میں جو بے چین کر دینے والا ہے۔ جو نیک عمل کرتا ہے تو وہ اپنے بھلے کے لئے اور جو برائی کرتا ہے اس کا وبال اس پر ہے اور آپ کا رب تو بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔"

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ کی جانب سے وقت اور ان کی اجل کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا تھا۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۭ وَ مَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَ مَا
تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ
قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ﴿۴۷﴾ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ
قَبْلُ وَ ظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۡ وَ
اِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَ لَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ
ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَ مَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآىِٕمَةً ۙ وَّ لَئِنْ
رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا
عَمِلُوْا ۡ وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ
اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ

marfat.com
Marfat.com

شِقَاقٍۭ بَعِيۡدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا فِى الۡاٰفَاقِ وَفِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَـقُّ‌ؕ اَوَلَمۡ يَكۡفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ‌ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ مُّحِيۡطٌ ﴿۵۴﴾

''اسی اللہ کی طرف لوٹایا جاتا ہے قیامت کا علم اور نہیں نکلتا کوئی پھل اپنے غلافوں سے اور نہ حاملہ ہوتی ہے کوئی مادہ اور نہ بچہ جنتی ہے اس کے علم کے بغیر اور جس روز وہ انہیں پکارے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک؟ کہیں گے ہم (پہلے) عرض کر چکے ہیں ہم میں سے کوئی بھی (اس پر) گواہی نہ دے گا۔ اور گم ہو جائیں گے ان سے جن کی وہ پہلے عبادت کیا کرتے تھے اور وہ یقین کر لیں گے کہ اب بھاگ جانے کی کوئی جگہ نہیں۔ نہیں اکتا تا انسان بھلائی کی دعا کرنے سے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بالکل مایوس (اور) ناامید ہو جاتا ہے اور اگر ہم اسے چکھائیں رحمت اپنی جناب سے اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچتی ہے تو کہتا ہے کہ میں اسی کا مستحق ہوں اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت برپا ہوگی اور اگر میں لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف تو یقیناً میرے لیے اس کے پاس بھی اکرام ہی اکرام ہوگا۔ (یہ احمق کیا سوچ رہے ہیں) ہم تو آگاہ کریں گے کافروں کو جو کرتوت انہوں نے کیے اور ہم ضرور چکھائیں گے انہیں سخت عذاب۔ اور جب ہم احسان فرماتے ہیں انسان پر تو وہ (تکبر سے) منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو تہی کرنے لگتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگ جاتا ہے۔ آپ فرمایئے (اے کافرو!) تم مجھے بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو پھر تم اس کا انکار کرو تو کون زیادہ گمراہ ہے اس سے جو اختلاف میں بہت دور نکل گیا ہو۔ ہم دکھائیں گے انہیں اپنی نشانیاں آفاق (عالم) میں اور ان کے اپنے نفسوں میں تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ واقعی قرآن حق ہے۔ کیا یہ کافی نہیں ہے کہ آپ کا رب ہر چیز پر گواہ ہے۔ سنو! یہ لوگ شک میں مبتلا ہیں اپنے رب سے ملنے کے بارے میں۔ یاد رکھو وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے مَا تَخۡرُجُ کا معنی حین تطلع نقل کیا ہے جب وہ گابھے نکالتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اٰذَنّٰكَ کا معنی ہے کہ ہم نے ہم کو آگاہ کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے لَا يَسۡـَٔمُ الۡاِنۡسَانُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انسان اکتا تا نہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے رَحۡمَةً کا معنی عافیت نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سَنُرِيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا فِى الۡاٰفَاقِ کا یہ معنی نقل کیا ہے، وہ سفر کرتے تھے، وہ قوم عاد اور قوم ثمود کے آثار کو دیکھتے۔ تو کہتے اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچ کہتے ہیں۔ اور فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ سے مراد امراض ہیں۔

تمت بالخیر

marfat.com
Marfat.com